This PDF Download from Madaarimedia.Com

کرامات مسعودیہ مترجم

مجلس اعظم ہند پبلیکیشنز آستانہ عالیہ غازیہ مسعودیہ سرکار کلاں
روضہ گلراں شریف پوسٹ مہولی ضلع بستی

[illegible]

Www.MadaariMedia.Com

مداریہ کتب خانہ
واٹسپ گروپ

دم مدار بیڑا پار
MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے
www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

نام کتاب ـــــ کرامات مسعودیہ مترجم

مصنف بزبان عربی ـــــ مولانا محمد ملیح اودھی

مترجم بزبان فارسی ـــــ مولانا محمد مسیح اودھی

مترجم بزبان اُردو ـــــ مولانا الٰہی بخش نقشبندی

طابع اوّل ـــــ قومی کتب خانہ لکھنو (سنہ ۱۲۹۶ھ)

طابع دُوم ـــــ مجاہد اعظم ہند پبلیکیشنز (سنہ ۱۴۰۹ھ)

قیمت ـــــ چھ روپے

ناشر ـــــ مجاہد اعظم ہند پبلیکیشنز آستانہ عالیہ غازیہ مسعودیہ سرکار کلاں روضہ گراں شریف پوسٹ مہولی ضلع بستی

سول ایجنیٹ ـــــ غازی ملت بکڈپو سالار گڈھ (جمال پور) پوسٹ جلالپور ضلع فیض آباد یوپی

زیر اہتمام ـــــ مدرسہ اسلامیہ نور العلوم کوئلسہ بازار ضلع اعظم گڈھ۔

عرض مترجم

کسی زمانے میں تاریخ کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ تاریخ سے انسان صرف ایک ہی سبق سیکھتا ہے تاریخ سے وہ کچھ بھی نہیں سیکھتا اسی لئے لوگ تاریخ کو گڑے مردے اکھاڑنے کے مترادف سمجھتے تھے۔ آج اس دور کے عیش پرست لوگ تاریخ کی باتوں کو فضول اور بکواس سمجھتے ہیں لیکن آج یہ ساری باتیں قدریں من گھڑت اور بیکار ثابت ہو چکی ہیں آج تاریخ کی اہمیت کسی کے لئے بھی نامعلوم نہیں ہے۔

تاریخ ہم کو ماضی کی جانکاری دے کر ہمارے موجودہ حالات کا صحیح تعارف کراتی ہے اور مستقبل کی نشاندہی کرتی ہے انسان اور انسان کا سماج صرف ایک جگہ نہیں زندہ رہتا بلکہ زندگی وقت کے لامحدود فاصلے پھیلی ہوئی ہے فاصلے اور وقت میں پھیلی ہوئی زندگی کے اس طول وعرض کی جانکاری کئے بغیر ہم اسے نہ جان سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں خانوادۂ غازیہ مسعودیہ سرکار کلاں سے متعلق تاریخی اہمیت کو منظر عام پر لانے کا مقصد یہی ہے کہ خانوادۂ غازیہ مسعودیہ سرکار کلاں کے بزرگوں کے تعلقاتِ خصوصی جو کہ حضرت سلطان الشہداء سید مسعود غازی مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ سے منسلک ہیں تجسس اور تلاش میں اتفاقاً ایک قدیم فارسی نسخہ کرامات مسعودیہ مولانا ابوالحسین نور احمد برکاتی مارہروی کے شریعت کدے پر میری نظر سے گذرا جو اس مطلب کیلئے موزوں

This PDF Download from Madaarimedia.Com

خیال کیا گیا وہ کتاب تاجدار اعظم سلطنت مغلیہ شہنشاہ بابر نور اللہ کے ایماء
پر حضرت علامہ محمد مسیح نے فارسی زبان میں تصنیف فرمائی تھی اور وہ
کتاب ان کے والد محترم قاضی محمد ملیح اودھی کی تصنیف کردہ عربی کتاب
کا ترجمہ ہے چونکہ اس دور میں فارسی داں حضرات عنقا ہو چکے ہیں۔

ایک دن نور محمد صاحب نے عرض کیا کہ حضور اگر آپ کرامات
مسعودیہ فارسی کا اردو میں ترجمہ کر دیں تو بے پناہ احسان ہوگا۔ موصوف
اتنی متانت و سنجیدگی اور دل کی گہرائیوں سے کہا تھا کہ ان کی بات میرے
دل میں اترتی چلی گئی اور میں نے یہ عزم کر لیا کہ میں ضرور یہ کام شروع کروں
گا۔ مصروفیات اتنی زیادہ تھیں کہ ادھر توجہ نہ کر سکا لیکن دل میں وعدے کا
خیال بار بار آتا تھا حسن اتفاق ہی کہئے عالم رویا میں سلطان الشہداء سالار
مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے تاکید کیا کہ آپ اس وعدے کو پورا کر دیجئے
اب کیا تھا دل میں بات بیٹھ گئی اور ترجمہ کرنے میں مشغول ہو گیا اور چند روز کی
محنت کے بعد آج یہ کتاب آپ کو دے سکا۔ ترجمے میں اس امر کا خاص
خیال رکھا ہے کہ زبان سخت نہ ہو بلکہ عام فہم ہو تاکہ عوام و خواص آسانی
اور تنوع کی وجہ سے دلچسپی کے ساتھ پڑھ سکیں۔

اس حقیقت کے اظہار میں مجھے کوئی تکلف و تامل نہیں کہ ہندوستان
کی سرزمین پر ایک ہزار سال پیشتر جس انقلاب عظیم نے اسلام کا پیر
مضبوط کر دیا تھا اس انقلاب کا سلطان الشہداء سید سالار مسعود غازی
رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقائے کرام کی ذوات مقدسہ سے کس طرح
قیمتی اور وزنی لگاؤ تھا۔ آج ہندوستان کا چپہ چپہ اور گوشہ گوشہ

جہاں کوئی اسلامی آبادی یا کوئی اسلام کا نام لیوا ہے زبان حال سے
سلطان الشہداء سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی مقدس اور پاکیزہ قربانیوں
اور آپ کے نامور رفیق اور دوستوں کی جانبازیوں کا تہ دل سے معترف ہے
اسلامی بستیاں جو اس خاکدان عالم کے کثیر حصوں میں آج نظر آرہی ہیں وہ
انھیں کی مقدس قربانیوں کے نتیجے ہیں۔ اسلامی نسل ہندوستان میں
انھیں بہادروں کی یادگار ہیں جن کی سرفروشیوں اور فداکاریوں پر یہ سرزمین
ہمیشہ ممنون احسان رہے گی جس پر آج فرقہ وارانہ کشمکش کی بدولت اسلام
کے نام لیوا ہر جگہ تنگ کئے جا رہے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ کچھ انصاف پسند حضرات میں داد و تحسین سے
ہٹ کر تاریخ کی مذہبی معلومات فراہم کرنے کا جذبہ پیدا ہو چکا ہے اور
ضرورت وقت نے مجھے جھنجھوڑا کہ استخارے کا طویل وقفہ کاروں سے
بہت پیچھے کر دے گا۔ چونکہ وقت خود کو روک کر کسی کام کی مہلت نہیں دیتا
بلکہ اس کی تیز گامی ہماری سست رفتاری پر مہمیز کا کام کرتی ہے غالباً
کچھ اسی طرح کا داعیہ تھا جس نے مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کیا اور یہ ایک
زندہ حقیقت ہے کہ ہندوستان میں کتابوں کا ترجمہ کر دینے کا مسئلہ اتنا اہم
نہیں ہے جتنا اہم مسئلہ اس کی طباعت اور اشاعت کا ہے یہ مسائل
کچھ قیامت خیز نہیں ہوتے ہیں خون جگر پانی ہو جاتا ہے جب کام مکمل
نہیں ہوتا سرمایہ کا مسئلہ اپنی جگہ پر ہے۔

لیکن خدا کا شکر ہے کہ قومی کتب خانہ لکھنؤ کے مالک نے اس کی
طباعت کا بار اپنے ذمۂ کرم پہ رکھا۔

وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

گدائے اولیاء
الٰہی بخش نقشبندی بھدوہی بنارس

عرض ناشر

ہمارے وطن عزیز ہندوستان میں خاص طور پر بعض علمی اداروں اور کتب خانوں نے اپنے مخصوص انداز فکر کے تحت بہت سے بزرگوں کے حالات مختلف کتب کے ذریعہ عوام تک پہنچانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ تاہم ہی ایسے بہت سے جلیل القدر بزرگوں کو اپنے صفحات میں جگہ بھی نہیں دی ہے جنکی عظیم خدمات ہیں اور ان کے وابستگان بھی بھاری تعداد میں موجود ہیں۔ ان بزرگوں کے حالات سے روشناسی کا سلسلہ قریب گذشتہ کئی برسوں سے منقطع ہو چکا ہے۔

اس سلسلے میں حضور سلطان الشہداء سید مسعود غازی علیہ الرحمۃ اور آپ کے رفقائے کرام و سلسلۂ عالیہ غازیہ مسعودیہ سرکار کلاں کے پیران عظام کو مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے جنکو گذشتہ برسوں سے مسلسل صرف نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔

اگر چند بزرگوں کی تالیفات اور ماضی کی بچی کھچی کتب و تواریخ میں ان کا تھوڑا یا محدود تذکرہ نہیں ملتا تو شاید آج ہم اور آئندہ آنے والی ہماری نسلیں اپنے عظیم محسنین کے حالات و واقعات اور تعلیمات و کرامات سے قطعی طور پر نا آشنا ہوتیں۔

جن کی مسلسل کوششوں کے نتیجے میں دیگر اقوام کے بے شمار افراد کلمتہ الحق پڑھ کر داخل اسلام ہوئے اور ان میں سے بہت سے

لوگوں نے دین متین کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی عمریں گذار دیں۔

اسی خیال کے تحت یہ کتاب منظر عام پر لائی گئی ہے جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سید محمد سلیمان حسن غازی المسعودی

گلراں شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض مؤلف

خداوند کریم کی بے حد تعریف اور حضور سرورِ کائنات محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار توصیف کے بعد ناچیز (فقیر محمد مسیح ولد قاضی محمد ملیح اودھی خدائے برتر ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے عیوب کو چھپائے) یہ عرض کرتا ہے کہ ایک روز بادشاہ بابر کے دربار میں اپنی جگہ پر نہایت آداب سے اس کتاب کے مصنف (حضرت مولینا محمد مسیح ابن قاضی محمد ملیح اودھی علیہ الرحمتہ) بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں باہر شور و غل کی آواز سنائی دی چوبداروں نے دوڑ کر دریافت کیا معلوم ہوا کہ کچھ لوگ خانقاہ گلراں شریف سے فریادی ہو کر حاضر ہوئے ہیں۔

بادشاہ بابر نے حکم دیا کہ فوراً سامنے لائے جائیں چوبداروں نے ان لوگوں کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے دریافت کیا کہ تم لوگ کون ہو؟ اور کس کے ظلم کی فریاد لے کر چلے ہو؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ سلطان الشہداء حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے حقیقی بھانجے حضور غازئ اسلام سیدنا سکندر دیوانہ عرف بابا برہنہ کی اولاد سے ہیں۔

ہم لوگ ہندوستان کے گوشے گوشے میں اسلام کی ترویج و اشاعت کرتے ہیں اور سلسلۂ طریقت (غازیہ مسعودیہ) میں بیعت کرتے ہیں۔

شہدائے کرام اولیائے عظام کے کارناموں کا ذکر جمیل کر کے اطیعوا اللہ

واطیعوا الرسول کا درس اہل اسلام کو دے کر قرآن وسنت کا پیغام عام کرتے ہیں اور متوسلین سے حاصل شدہ نذور سے ہمارے اہل وعیال گذر اوقات کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ ان دنوں ایک نیا صوبیدار شیر زماں خاں نام کا جو بادشاہ بیگم کا بھائی ہے الہ آباد کی طرف تعینات کر دیا گیا ہے جن جن شہروں دیہاتوں میں ہمارے مریدین ومتوسلین تھے وہاں اس نے منادی کرادی ہے کہ آئندہ سے کوئی بھی شخص حضرت سید سالار مسعود غازی کا نام لیوا یہاں آنے نہ پائے جو اس حکم کو نہ مانے گا اس کو سخت جرمانہ کیا جائے گا علاوہ ازیں چغلخوروں نے ہم لوگوں کی آمدورفت سے متعلق بھی صوبے دار مذکور تک پہنچادی اس نے ہم لوگوں کو گرفتار کرا کے جیل میں بند رکھا ہماری جائدادوں کو ضبط کروالیا اور بہت سا روپیہ جرمانہ لے کر ہم لوگوں کو رہا کیا ہم جانشینان سید سالار مسعود غازی بادشاہ عالم پناہ کے دربار میں انصاف کے لئے حاضر ہوئے ہیں کیوں کہ انصاف اب حضور والا کے ہاتھ میں ہے اور اسی کی بدولت ہم کو اس عذاب سے خلاصی ملے گی۔

بادشاہ یہ سن کر کل حاضرین کی طرف دیکھا سب لوگوں نے باتفاق اس بات کی تائید کی اور کہا بیشک یہ لوگ سچ کہتے ہیں ان کے بیان میں ذرا بھی جھوٹ نہیں۔ اب تک بہت سے بادشاہ پابند شریعت تخت پر جلوہ افروز ہو چکے ہیں کسی نے اس قسم کا کوئی اعتراض کبھی بھی نہیں کیا اور غالباً خود حضرت سید سالار مسعود غازی کی خوشی بھی اسی بات میں ہے بادشاہ نے تھوڑی دیر غور کے بعد ایک وزیر کی طرف دیکھا اس نے دست بستہ

عرض کیا حضور والا یہ مشکل بغیر مولینا محمد ملیح کی امداد کے حل نہ ہوگی ان کا علم بہت بڑھا ہوا ہے انھوں نے صوفیائے کرام کے بہت سے رسالے دیکھ ڈالے ہیں اگر یہ لوگ واقعی میں حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشینوں میں سے ہیں تو اس کا ذکر کسی کتاب میں ضرور ہوگا۔

بادشاہ کو یہ بات وزیر کی بہت پسند آئی اور مجھ کو (مولینا محمد مسیح ابن قاضی محمد ملیح اودھی) حکم دیا گیا کہ فوراً اپنے والد بزرگوار کو لکھ بھیجو کہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشینوں کے حالات اگر کسی کتاب میں ملیں تو لکھ کر بھیجدیں اور یہ بات بھی تحقیق کریں کہ یہ حضرات جانشین کیسے ہوئے حکم کی تعمیل میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں پروانۂ سرکاری بذریعہ ڈاک بھیجدیا اس حکم کے پاتے ہی میرے والد نے پندرہ روز رات دن محنت ومشقت کر کے کتب خانوں میں مختلف اور متعدد کتابوں سے جہاں جہاں ان کو واقعات ملے یکجا کر کے یہ رسالہ عربی میں لکھ کر بادشاہ بابر کے پاس بھیجدیا۔ بادشاہ بابر نے یہ رسالہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا میرے والد کی لیاقت اور محنت کی تعریف فرمائی۔

اس رسالے کے صلے میں میرے باپ کے منصب اور جاگیر میں معقول اضافہ فرمایا اور دستخط خاص سے ایک حکم صوبے دار شیر زماں خاں کے نام جاری فرمایا کہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کے جانشینوں کی آمدورفت ان کے ارادت مندوں میں نہ بند کی جائے اور جس قدر جاگیریں ضبط کر لی گئی ہیں فوراً واپس کر کے اپنے قصور کی معافی چاہے آئندہ ایسی ناشائستہ حرکت سے باز آئے ورنہ

سخت سزا دی جائے گی اور رسالہ مذکورہ کے متعلق حکم دیا کہ خاص شاہی کتب خانے میں داخل کیا جائے۔ فریادیوں سے فرمایا آپ حضرات اب اطمینان سے اپنے ارادت مندوں میں جایا آیا کریں آئندہ کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے گی ان لوگوں نے بادشاہ بابر کا شکریہ ادا کیا کہ ہم لوگ اپنے انصاف کو پہنچ گئے مگر ہماری اتنی التجا ضرور ہے کہ اس رسالے کا فارسی میں ترجمہ ہو کر ہم لوگوں کو عنایت ہو تاکہ جہاں پناہ کی ایک یادگار اور منصب کا نام اور ہمارے جملہ حقوق کی حفاظت کا ذریعہ قیامت تک باقی رہے۔

بادشاہ بابر نے اس کو بخوشی منظور فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ میں اس رسالے کا ترجمہ کر کے ان لوگوں کو دے دوں چنانچہ میں نے سلیس فارسی میں کتاب کا ترجمہ بادشاہ بابر کے حکم کے مطابق کر کے ان لوگوں کے حوالے کیا۔

یہ واقعہ سنہ ۹۳۴ھ کا ہے۔

پڑھے اس رسالے کو جو اے حضور
دعا سے کرے یاد مجھ کو ضرور

سگ جانشینان غازی

محمد مسیح ابن قاضی محمد ملیح اودھی
مشیر خاص سلطنت مغلیہ کے عظیم تاجدار۔
شہنشاہ عالم بابر خلد اللہ ملکہ،

واقعات

کتاب تحائف چشتی میں لکھا ہے کہ جب حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ مقام بہرائچ شریف میں شہید ہو گئے۔ کفاروں کا زور ہندوستان میں بہت بڑھ گیا چنانچہ اس وقت تک ایک سو اسی سال شہادت کو ہو چکے تھے کوئی نشان قبر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ یا دیگر شہیدوں کے نہ تو ظاہر تھے اور نہ ان نشانات کا کوئی جاننے والا ہی موجود تھا سنہ ۱۳ھ میں شہاب الدین غوری کے زمانہ میں حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مکہ معظمہ میں تشریف فرما تھے ایک روز حضرت محمد بن حنفیہ (ابن حضرت علی رضی اللہ) کے مزار پاک پر فاتحہ کیلئے تشریف لے گئے وہاں سے اشارہ ہوا کہ اے خواجہ معین الدین حسن چشتی! میرے فرزند سید سالار مسعود غازی ابن سید سالار ساہو جہاد کیلئے ہندوستان تشریف لے گئے تھے وہاں مع اپنی کل فوج کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

اس وقت کفاروں کا غلبہ اس درجہ ہو گیا ہے کہ میرے فرزند سید سالار مسعود غازی کو قبر میں چین نہیں جس وقت وہ سرزمین کفر کی نجاست سے بالکل پاک ہو جائے گی تب میرے فرزند کو قرار آئے گا اور اس کے کرامات دنیا میں ظاہر ہوں گے۔

لہٰذا آپ ہندوستان تشریف لے جائیے اور شہاب الدین غوری کی مدد فرمائیے کیونکہ آپ کا نام معین الدین حسن ہے۔ جب آپ اجمیر

پہنچ کر قیام فرمائیں گے کفار کا غلبہ جاتا رہے گا پانچ آدمی عربی النسل میرے فرزند سید سالار مسعود غازی کے دوستوں کی اولاد میں سے آپ کے پاس جائیں گے وہ بھی میری ہی اولاد سے ہیں اور پتہ مزار سید سالار مسعود غازی دریافت کریں گے ان کو منزل مقصود تک پہنچا دینا آپ کا کام ہے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی خلیفۂ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اپنی کتاب رسالۂ قطبیہ میں لکھتے ہیں کہ جب میرے پیر و مرشد مکۂ معظمہ سے ہندوستان آکر اجمیر میں مقیم ہوئے تو آپ نے ایک کمان شہاب الدین غوری کے نام کی تیار کی شہاب الدین غوری کو کافروں پر فتح نصیب ہوئی اور کافروں کا سردار راجہ پتھورا لڑائی میں مارا گیا۔

اسلامی فوج کے پانچ عربی النسل اشخاص حضرت سید سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء شہیدان عظام کے مزارات کی زیارت کے واسطے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے

آپ نے ان پانچ عربی النسل اشخاص کو دیکھتے ہی فرمایا ادھر آؤ حضرت سید سالار مسعود غازی کے روحانی فرزندو۔

آپ نے ان پانچوں اشخاص کے نام مع ولدیت علیحدہ علیحدہ بیان فرما دیا شجرہ یہ ہے۔

۱۔ حضرت سیدنا اسلم غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن سیدنا مکرم مکی غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا صدیق غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا ظہیر فرزانہ غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا سکندر دیوانہ غازی رحمۃ اللہ علیہ
نبیرۂ حضرت سید سالار ساہو غازی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔
حضرت سیدنا اکرم غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا احسن غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا امجد غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا اشرف غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا حمید الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا سیف الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ
ہراول لشکر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔
حضرت سیدنا صوفی غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا محمود غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا حافظ فرح غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا حامد غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا حسام الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ
ابن حضرت سیدنا علاؤ الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ
سپہ سالار و برادر رضاعی حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔
حضرت سیدنا ملک غوث غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا ملک غیاث غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا قیس غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا بہرام غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا کبیر غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا ملک حیدر غازی رحمۃ اللہ علیہ

علمبردار لشکر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ

۵-

حضرت سیدنا مجاہد غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا نسیم دانا غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا قمر الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا عبد الصمد غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا اشرف الدین غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا عجب سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ

ابن حضرت سیدنا زنگی سالار غازی رحمۃ اللہ علیہ

نبیرۂ حضرت سید سالار ساہو غازی رحمۃ اللہ علیہ

ان پانچ عربی شخصوں کو میرے مرشد برحق حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہفتہ تک مہمان رکھا آٹھویں دن حکم دیا کہ آپ لوگ اب بہرائچ شریف تشریف لے جائیں وہاں ایک لق ودق جنگل ملے گا آپ لوگ اس میں راستہ بھول جائیں گے مشرق مغرب شمال جنوب آپ حضرات کو معلوم نہ ہو سکے گا عین اسی پریشانی کے عالم میں ایک سوار آئے گا اور راستہ بتائے گا اور

حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف فرمائے گا۔ یہ فرما کر مجھے ان پانچ عربی النسل اشخاص کے ساتھ کر دیا۔

الغرض ہم لوگ راستہ طے کرتے ہوئے ایک دن اسی جنگل میں پہنچے جس کا پتہ میرے پیرو مرشد نے دیا تھا مجھے اس امر کے جاننے کا شوق تھا میں انھیں عربی اشخاص کے ساتھ لگا تھا جب اس جنگل میں ہم لوگ منتشر ہو گئے اور راستہ بھول گئے باوجود کوشش کے راستہ نہ دکھائی دیا ہم لوگوں کو اس قدر افسوس ہوا کہ بیان نہیں ہو سکتا وہاں تو نہ کوئی راستہ دکھائی دیتا نہ کوئی راستہ بتلانے والا۔ اتنے میں آفتاب اونچا ہو گیا سامنے ایک پاکر کا درخت نہایت ہی سایہ دار تھا راستے کی پریشانی دھوپ کی گرمی جنگل کی وحشت سے مجبور ہو کر تھوڑی دیر اسی پاکر کے درخت کے نیچے ٹھہر گئے کہ کیا دیکھتے ہیں ایک سوار ننگے سر چہرے پر برقع ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے ظاہر ہوا قریب پہنچ کر اس نے السلام علیکم کہا ہم سب لوگوں نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہٗ سے جواب دیا۔ اور دریافت کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔

سوار نے کہا کہ ہم ستر کھ (ضلع بارہ بنکی) کی طرف سے آ رہے ہیں۔ آپ لوگ کہاں سے آ رہے ہیں۔

پانچو عربی اشخاص نے اپنا اپنا قصہ بیان کیا میں نے بھی عرض کر دیا کہ میرے پیرو مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی نے مجھے ان لوگوں کو راستہ بتلانے کے لئے ساتھ کر دیا ہے۔

سوار نے کہا کہ تمھارے پیرو مرشد نے کچھ اور بھی کہا تھا۔

میں نے کہا جو کچھ انھوں نے کہا تھا وہ سب ظاہر ہو گیا یعنی آپ بھی آ گئے

سوار نے سن کر زور سے قہقہہ لگایا اور بائیں جانب روانہ ہوگیا اور ہم سب کو اپنے پیچھے پیچھے آنے کا حکم دیا کہ چل کر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے شہیدوں کے مزارات کی زیارت کریں سب لوگ خوشی سے سوار کے پیچھے روانہ ہوئے سوار جگہ جگہ ٹھہرتا اور ہر شہید کے نام لے کر فاتحہ پڑھتا ہم لوگ بھی فاتحہ درود پڑھ کر اسی شہید کے نام ثواب بخش دیتے ایک جگہ بہت سے شہید نظر آئے اور وہاں دیر تک فاتحہ پڑھنے کے بعد سوار نے کہا یہ ایک کنواں تھا اور یہاں علیحدہ علیحدہ شہیدوں کا دفن کرنا مشکل تھا اس لئے ایک گنج شہیداں بنا دیا گیا وہاں سے ہم لوگ آگے چلے ایک جگہ سوار نے بتلایا کہ یہ مقام سورج گڑھ ہے یہاں ایک سو ننانوے نامور بہادر مجاہدین شہید ہوکر آرام فرما رہے ہیں چند شہیدوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت سیف الدین، حضرت علاؤالدین حضرت اشرف الدین، حضرت ملک حیدر، حضرت امیر فتح، حضرت امیر خضر، حضرت امیر علی قیام حضرت امیر شرف، حضرت امیر قائم، حضرت شمشیر علی، حضرت قمر علی، حضرت نجم الملک حضرت حضرت مشرف الملک، حضرت نصر الملک حضرت فتح الملک وغیرہ

اس مقام پر دیر تک فاتحہ خوانی رہی اس کے بعد سوار کے ساتھ ہم لوگ آگے بڑھے تو ایک جگہ نہایت صاف وشفاف چٹیل سامنے آیا سوار نے کہا یہ جگہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے آرام کی ہے اور اسی کے قریب میرے حقیقی نواسے حضرت سیدنا سکندر دیوانہ اور ان کے قریب حضرت سیدنا ابراہیم کی قبر ہے حضرت سیدنا ابراہیم بعد

شہادت حضرت سید سالار مسعود غازی کے فوج لے کر آئے اور چند لوگوں کے ساتھ مل کر تجہیز وتکفین حضرت سید سالار مسعود غازی اور ان کے دوستوں کے کرادی اور اپنی قبر حضرت سکندر دیوانہ کے برابر خود بنائی اور اس کے بعد کافروں سے لڑ کر بتوں کو جہنم پہنچا کر خود اسی جگہ شہید ہوگئے نامر عمر دراز نامی شخص باقی رہ گئے تھے انھوں نے حضرت سیدنا ابراہیم کو اسی قبر میں دفن کیا اور ان کے ساتھیوں کا گنج شہیداں بنا دیا اور باقی عمر مزار اقدس پر گذار دی یہ کہہ کر سوار کے ساتھ ہم لوگ بھی حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر شہدائے کرام پر فاتحہ درود پڑھتے رہے کچھ دیر کے جب فاتحہ ختم ہوا تو قبر پر بوسہ دینے کیلئے ہم لوگوں نے اپنے سر جھکائے تو قبر سے یہ آواز سنائی دی اے باپ روزانہ آپ دوپہر کو تشریف لاتے تھے آج کیوں دیر فرمائی اور روز آپ غروب آفتاب کے بعد تشریف لے جاتے تھے آج کیوں جانے کی جلدی ہے اور اس کے بعد یہ بات سنائی دی کہ میرے فرزند آج کے دن ہمارے وطن سے پانچ شخص فلاں فلاں کی اولاد سے شہیدوں کے مزارات کی زیارت کیلئے آئے ہیں اور ان کے ہمراہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی خلیفۂ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی بھی ہیں ہم اب تک انھیں کے ساتھ مزارات کے طواف میں مشغول رہے اس وقت وہ لوگ تمھاری تربت پر بوسہ دے رہے ہیں مجھے ذرا فرصت ملی تو تمھارے پاس پہنچ گئے جانے میں جلدی اس لئے ہے کہ وہ لوگ سر اٹھائیں اور مجھے موجود نہ پائیں تو میرے دوست پر تہمت لگائیں گے یا خوف ودہشت سے جان دیدیں۔

گے جب ہم لوگوں نے یہ باتیں اپنے کانوں سنیں تو سر اٹھایا دیکھا کہ سوار اپنی جگہ پر بدستور کھڑا ہے ہم لوگوں کو اس وقت یقین ہو گیا کہ یہ حضرت سید سالار مسعود غازی کے والد ماجد ہیں مگر ہم لوگوں نے یہ راز ظاہر نہیں کیا اور تصویر بنے کھڑے رہے اور ان کا منہ حیرت سے دیکھتے رہے پھر سوار نے مخاطب ہو کر کہا کہ اے مسافرو آپ لوگ منزل مقصود تک پہنچ گئے ہیں میں اب رخصت ہوتا ہوں اگر آپ لوگ یہاں پر کچھ عجائبات دیکھیں تو دل میں مطلق خوف نہ کریں یہ کہہ کر سوار روانہ ہو گیا جب تک سامنے رہا ہم سب لوگ غلبہ حیرانی سے کچھ منھ سے بول نہ سکے دور نکل گیا تو سب لوگوں کو ذرا ندامت ہوئی اور افسوس کرنے لگے میں خود بے قرار ہو گیا ساتھیوں سے میں نے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو میں سوار سے جو واقعی میں سید سالار ساہو غازی ہیں دو ایک باتیں دریافت کر کے ابھی آرہا ہوں غرضیکہ ان لوگوں سے رخصت ہو کر سوار کے گھوڑے کی گرد کا سراغ لگاتا ہوا چلا یہاں تک کہ وہ بیابان طے ہو گیا اب میں ایک میدان میں تھا آفتاب غروب ہو چکا رات کی سیاہی پھیل چکی گھوڑے کی گرد جو دکھائی دیتی تھی وہ بھی غائب ہو گئی اب مجھ کو دوڑ دھوپ سے تھکن سوار کے نہ ملنے کی ندامت ساتھیوں سے چھوٹ جانے کا رنج دو چند ہو گیا ناچار ایک درخت کے نیچے فکر مند بیٹھ گیا اور دعا کرنے لگا خدایا یہاں نہ کوئی جگہ نہ کوئی ساتھی اور نہ ہی راستہ بتلانے والا کیا کروں کیا نہ کروں کہ اتنے میں کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر ڈھیلے کی طرح پھینک دیا کہ میں اجمیر میں آکر گرا مگر کسی عضو پر کوئی صدمہ نہیں غور کر کے

دیکھا تو پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اپنے حجرے میں ذکر خدا میں مشغول ہیں آپ نے مجھے دیکھ کر کہا خدا کا ہاتھ اللہ سب ہاتھوں پر ہے اے قطب الدین جب تم بہرائچ شریف کے میدان میں پریشان تھے تو مجھے غیب سے ندا آئی کہ اٹھ اور اپنے مرید کی خبر لے مگر اس وقت میں ذکر خدا میں مشغول تھا تمھارے پاس پہنچ نہیں سکتا تھا اس لئے یہاں سے ہاتھ بڑھا کر تم کو اپنے پاس کھینچ بلایا اب تم اپنا حال بیان کرو کہ تم پر اور تمھارے پانچ عربی ساتھیوں پر کیا گذری میں نے کل حال بیان کیا میرے پیر و مرشد نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کو اپنے بھید ظاہر ہونے سے نفرت ہے مجھے پہلے معلوم تھا کہ جب تم لوگ راہ بھول جاؤ گے تو حضرت سید سالار ساہو غازی آکر تمھاری رہبری کریں گے مگر ان کا نام میں نے قصداً چھپایا اگر میں ظاہر کر دیتا تو ہرگز نہ آتے اور میں جھوٹا ہوتا خدا معلوم ان مسافروں پر کیا گذری کرامات مسعودی کامل میں لکھا ہے کہ اکتیس سال تک اپنے پیر و مرشد حضرات خواجہ معین الدین حسن چشتی کی خدمت میں بسلسلۂ تعلیم و تدریس مقید رہا رات رات بھر نہ ہوتا اور بجز چراغ اور کتاب کے کوئی کام نہ تھا کم سونے سخت محنت کرنے اور چراغ کے قریب رہنے سے دماغ میں گرمی چڑھ گئی طبیعت ادھر ادھر مائل ہونے لگی دوستوں سے بات چیت کرنے کو طبیعت نہیں چاہتی تھی ایک دن تمام عزیزوں اور دوستوں کو چھوڑ کر جنگل و بیابان میں نکل گیا یہ ہوش نہیں کہ کدھر اور کہاں پڑا ہوں مدت تک یہ حالت رہی ایک دن ایک بیابان میں پہنچا جس جگہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کیا تھا یہاں جیسے ہی پہنچا کہ حواس بجا ہو

گئے وہ جوش اور دماغ کی گرمی کم ہو گئی طبیعت چاہی کہ آبادی میں چلوں مغرب کا وقت تھا اتنے میں اذان کی آواز سنائی دی میں نے خیال کیا کہ اس بیابان میں کوئی گاؤں یہاں سے قریب ہی واقع ہے اور وہاں مؤذن اذان دے رہا ہے آواز پر چلا تو ایک مقام پر پہنچا دیکھا کہ پانچ شخص برابر اپنی چادریں بچھائے سجدے کی جگہ ڈھاک کے پتے رکھے نماز میں مشغول ہیں میں ایک کونے میں کھڑا چھپ کر ان کو اس امید پر دیکھتا رہا کہ شاید یہ لوگ نماز پڑھ کر گاؤں کو جہاں ان کا ٹھکانا ہو واپس چلیں گے اور ان کے پیچھے پیچھے میں بھی گاؤں میں پہنچ جاؤں گا وہ لوگ جو نماز سے فارغ ہوئے تو انھیں چادروں پر لیٹنے کیلئے دراز ہو گئے میں سمجھا کہ یہ لوگ عبادت گذار ہیں اور اس جنگل میں اعتکاف کئے ہوئے ہیں اب میں بھی اپنی چادر جہاں چھپا ہوا تھا بچھا کر بیٹھ گیا رات کی تاریکی اور سنسان جنگل مارے ڈر کے نیند کا پتہ نہ تھا میں نے دل میں سوچا کہ خیر رات کسی نہ کسی طرح کاٹنا چاہئے صبح ان لوگوں کا پتہ پوچھ کر اپنے گھر لوٹ چلنا چاہئے کہ اتنے میں ان لوگوں نے آپس میں بات چیت شروع کی ایک نے کہا خداوندا! ایک مدت گذر گئی اپنا گھر بار دوست احباب سب محض تیرے بھروسے پر چھوڑ کر اس جگہ پڑے ہیں دوسرے نے کہا الٰہی ایک شخص ہمارے راستے کا دوست تھا وہ بھی ہم کو چھوڑ کر سوار کے پیچھے گیا آج تک نہ معلوم ہو سکا کہ اس کا حشر کیا ہوا تیسرے نے کہا بارالٰہا جس سوار کی بدولت ہم لوگوں کو حضرت سید سالار مسعود غازی اور ان کے دوستوں کا مزار ملا زیارت سے مستفیض ہوئے اس کا مفصل حال بھی نہ کھلا چوتھے نے کہا اے مالک

آج کا دن اور اتنی رات آ چکی کہ ہم لوگ بے آب و دانہ پڑے ہیں پانچویں نے کہا خالق ہمارے راستہ بتلانے والے ایک سوار اور ایک پیادہ تھے سوار تو اپنے گھوڑے کی چستی اور چالاکی سے اور پیادہ اپنے پیروں کی طاقت سے اس لق و دق جنگل سے صحیح سلامت نکل کر اپنے اپنے گھر پہنچے ہم لوگ حالت مسافرت میں تیری مرضی پر شاکر یہاں پڑے ہیں اور شکر ہے کہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے سرہانے تکیہ کئے ہوئے ہیں یہ سن کر مجھے فوراً یقین ہو گیا کہ یہ جگہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی ہے اور اسی جگہ کی برکت سے مجھے اس جنون سے شفا حاصل ہوئی اور میری طرح یہ لوگ بھی یہاں آ پڑے ہیں اس وقت میں نے نہایت خلوص سے حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ پر فاتحہ پڑھا اور اپنے کو مزید حالات جاننے کیلئے ان لوگوں سے اس طرح پوشیدہ رکھا جب وہ پانچوں عربی اشخاص اپنی اپنی باتیں کرنے کے بعد سونے لگے تو چاروں طرف سے اس وقت اللہ اللہ کے ذکر کی آواز آنے لگی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام جنگل میں بھوکے شیر غرا رہے ہیں اتنے میں ایک طرف سے دور رہو دور رہو کی صدائیں بلند ہوئیں اس کی ہیبت سے وہ پانچویں آدمی ڈھاک کے جنگل میں چھپ رہے سواروں کی فوجیں آنا شروع ہوئیں اور ان لوگوں نے ایک نہایت آراستہ جڑاؤ مرصع تخت لا کر حضرت سید سالار مسعود غازی کے مزار کے برابر رکھا پھر اس جگہ کی زمین شق ہو گئی اور ایک جوان بلند قامت جن کا چہرہ آفتاب کی طرح روشن تھا نکل کر تخت پر جلوہ افروز ہو گیا تمام جنگل چہرے کے نور اور روشنی سے جگمگا اٹھا ہم لوگوں

کی آنکھوں میں چکاچوند آگئی اور سب لوگ بے ہوش ہو گئے مجھے جب ہوش آیا
تو میں نے دیکھا کہ وہ پانچوں آدمی ہنوز بے ہوش پڑے ہیں اور وہ جلوس
وغیرہ کچھ نہیں ہے میں نے دل میں کہا کہ یا اللہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ ایک
شان و شوکت اور بھیڑ بھاڑ تھی اب تو بالکل سنّاٹا ہو گیا نہ تخت نہ بادشاہ
وہی سنسان جنگل وہی اندھیرا گھپ پھر کنج قفس اور وہی صیاد کا گھر اتنے
میں کیا دیکھتا ہوں کہ پانچ آدمی کھانوں کے خوان سروں پر رکھے اسی جگہ
ظاہر ہوئے ایک آدمی ننگے سر ننگے پیر لمبی داڑھی ہاتھ میں آب خورہ لئے تھا
اس آب خورہ سے پانچوں بے ہوش آدمیوں کے ہاتھوں پیروں پر چھینٹے مارے
وہ سب ہوش میں آ گئے مگر اپنے سامنے اجنبی کو ہیبت سے دیکھ کر متعجب
ہوئے ایک برہنہ شخص نے انھیں تسلّی دی اور کہا میں سکندر دیوانہ ہوں
اور یہ چاروں آدمی سیف الدین، علاؤ الدین، شرف الدین اور ملک حیدر
ساتھ میں کھڑے ہیں ہم سب تمہارے بزرگوار ہیں ہیں اور غیبی کھانا تمہارے
واسطے لائے ہیں ان جھاڑیوں سے نکلو اور کھاؤ یہ خوش خبری سن کر ہر
شخص اپنی جگہ سے دوڑ کر اپنے بزرگوں کے قدموں پر گر پڑا اس کے بعد
جب ذرا دم ٹھہرا تو سب کہنے لگے اے دادا ہم لوگوں کے سروں پر اتنی مصیبتیں
گذریں اس جنگل میں اس قدر حیران و پریشان رہے اب تک آپ لوگ کہاں
تھے اور ہماری خبر کیوں نہ لی ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم کو سب معلوم تھا
کہ تم لوگ جنگل میں آئے ہو مگر آج پہلی جیٹھ ہے آج ہی کے دن ہمارے
سردار حضرت سید سالار مسعود غازی کی شہادت ہوئی تھی آج ہی کے دن

ہم لوگ اور ہمارے سردار سب اپنی آرائش کرتے ہیں ہم لوگ اس وقت
حضرت سید سالار مسعود غازی کو سلام کیلئے دربار میں حاضر تھے جب وہ
تخت پر جلوہ فرما چکے اور آرام کیا ہم لوگ اس وقت حضرت سید سالار مسعود
غازی رحمۃ اللہ علیہ کو سلام کے لئے اٹھنے لگے تو اس وقت انھوں نے
درگاہ خدا میں دعا کی بار الٰہا آج ہمارے یاروں کے فرزند اس جگہ
رات سے مقیم ہیں ہم پر ان کی مہمانداری لازم ہے دعا سے ہنوز فراغت
نہ ہوئی تھی کہ غیب سے عمدہ عمدہ انواع و اقسام کے کھانوں کا خوان نازل
ہوا پھر ہم لوگوں کو ارشاد ہوا کہ یہ کھانے لے جاؤ اور اپنے اپنے فرزندوں
کو کھلاؤ اے بچو خوش ہو اور شکر خدا کرو حضرت سید سالار ساہو غازی نے
تمھاری رہبری کی اور تم کو مزارات کی زیارت کرائی اور انھوں نے تمھارے
واسطے یہ غیب کا کھانا بھجوایا اس کی خاصیت یہ ہے کہ کھانے کے بعد چھ
مہینے تک تم لوگوں کو بھوک پیاس کی شکایت نہ ہوگی یہ کہہ کر حصّے سب کے
تقسیم ہونے لگے ایک حصّہ زائد تھا اس پر اسی برہنہ شخص نے پوچھا کہ تمھارا
ساتھی اور کون ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ایک ساتھی بے چارہ
ہم کو یہاں تک پہنچا کر ہم سے جدا ہو گیا شاید یہ حصّہ اسی کا ہے اس برہنہ
شخص نے کہا کہ وہ آدمی اپنے مرشد کے پاس اجمیر بھیج گیا تھا مگر اس وقت
یہاں ایک گوشے میں موجود ہے یہ زائد حصّہ اسی کا ہے اسے علیحدہ رکھ دو
اپنا اپنا حصّہ کھاؤ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا میں چپکے سے اپنا حصّہ اٹھا
لایا اور اپنی جگہ سے ان لوگوں کی باتیں سنتا رہا سب لوگ کھانے میں مصروف

ہوئے مگر سیدنا اسلم غازی نے اچھی طرح نہ کھایا حضرت سیدنا سکندر دیوانہ جوکہ ان کے بزرگ تھے کہنے لگے اے بچے تمھارے ساتھی اس نعمت کو اچھی طرح سے کھا رہے ہیں مگر تم مریضوں کی طرح ذرا ذرا کیوں کھاتے ہو سچ بتلاؤ تمھیں کیا خیال ہے سیدنا اسلم غازی نے بیان کیا کہ دادا مجھے صرف یہ فکر ہے کہ آج کے دن بادشاہ سے لیکر ادنٰی سپاہی تک عمدہ عمدہ کپڑوں سے مزین ہوئے آپ نے کیوں محض تہبند و کمبل پر اکتفا کیا کیوں کہ آدمی کی زینت کپڑوں سے ہوتی ہے حضرت سیدنا سکندر دیوانہ نے جواب دیا کہ تم میری برہنگی کا غم نہ کرو یہ شکل میں نے خود اختیار کی ہے ایک عرصے تک میں دنیا داری میں مصروف رہا اور سلطان محمود غزنوی کی بدولت عمدہ عمدہ نفیس کپڑے پہنتا رہا جب ۴۰۱ھ میں سلطان نے حضرت سید سالار ساہو جوکہ میرے حقیقی نانا ہیں ایک زبردست فوج کے ساتھ قندھار سے منظور خاں کی امداد کے لئے اجمیر بھیج دیا تو اس وقت منظور خاں رائے بھیروں رائے سوم کرپا رائے سنگھ بھیر رائے سوکن رائے مہندر رائے ماکھن رائے جگن وغیرہ انتالیس راجاؤں کے نرغے میں محصور تھا میں اس وقت خاص سلطان کا اردلی تھا اور نانائے معظم حضرت سید سالار ساہو غازی مجھ سے بے حد محبت فرماتے تھے مجھے ان کی جدائی گوارہ نہ ہوئی گھر کا انتظام ظہیر فرزانہ کو گیارہ سال کی عمر میں سپرد کر کے اور سلطان محمود غزنوی سے اجازت لے کر حضرت سید سالار ساہو غازی کے ساتھ ٹھٹھ کے راستے سے اجمیر پہنچا راستے میں حضرت قطب المدار سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار سے ملاقات

ہوئی جیسے ہی ان کی نظر حضرت سید سالار ساہو غازی پر پڑی فوراً کہا سید سالار مسعود غازی کے باپ ادھر آؤ میں یہ سن کر بہت متعجب ہوا مگر حضرت سید سالار ساہو کو اس کی آرزو ضرور ہے اور یہ زندہ شاہ مدار کیا کرتے ہیں غرضیکہ حضرت سید سالار ساہو غازی اس مقام سے آگے بڑھے اور سب راجاؤں کو شکست دے کر کافروں سے مسلمانوں کو نجات دلائی چند اور صوبہ جات فتح کر کے سلطانی حکومت میں شامل کیا جب ذرا اطمینان ہوا تو نانی معظمہ مخدومہ حضرت ستر معلٰی کو غزنی سے ہندوستان بلوایا قدرت خدا نے ۴۰۵ھ میں حضرت سید سالار ساہو غازی کے ایک فرزند آفتاب کی طرح روشن پیدا ہوا اس کا نام مسعود رکھا گیا مفصل حال تواریخ محمودی میں درج ہے میرا اعتقاد حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے ساتھ مضبوط ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ ان کے پاس چل کر فقیری اختیار کروں ایک دن حضرت سید سالار ساہو غازی نے کچھ تحفے تحائف دے کر مجھے حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس بھیجا اور کہا کہ تم آگے چلو میں بھی آتا ہوں میں تو خدا سے یہی چاہتا بھی تھا فوراً تحفے لے کر حضرت سید بدیع الدین زندہ شاہ مدار کے پاس حاضر ہوا اور انکے سامنے جا کر تحائف کو پیش کر دیا اور قدم چومے اور میں نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت مجھے اپنے سلسلے میں داخل کر لیجئے زندہ شاہ مدار نے کہا کہ تم تو عمدہ عمدہ لباس پہنتے ہو عیش و عشرت میں زندگی بسر کر رہے ہو فقیری میں یہ آرام کہاں؟ میں نے سن کر اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے ستر چھپانے کیلئے ایک تہبند رکھ لیا اور سلسلہ عالیہ مداریہ میں داخل

ہو گیا وہ ایک روز بعد حضرت سید سالار ساہو غازی اپنے فرزند کو لے کر حاضر ہوئے
اور زندہ شاہ مدار کے سامنے پیش کیا مسعود کی آنکھ جیسے ہی حضرت سید بدیع
الدین زندہ شاہ مدار پر پڑی سلام کیلئے ہاتھ اٹھایا زندہ شاہ مدار نے خیریت
پوچھی آپ نے دائیں بائیں گردن ہلائی حضرت سید سالار ساہو نے آپ کو زندہ
شاہ مدار کے قدموں پر ڈالنا چاہا تو آپ نے زور و شور سے رونا شروع
کیا اور منھ آسمان کی جانب بلند کیا ہر چند حضرت سید سالار ساہو غازی گردن ان
کی پھیرنا چاہتے مگر بے سود رونا کم نہ ہوتا تھا آخر حضرت زندہ شاہ مدار نے اٹھ
کر گود میں لے لیا ہاتھ پیروں کو چومنا شروع کیا پیشانی پر بوسہ دیا اس وقت
مسعود چپ ہوئے حضرت زندہ شاہ مدار نے مسعود کو میری گود میں دیا
اور یہ کہا کہ آج سے تو ہمیشہ اس کے ساتھ رہا کر اس کی مصاحبت سے تجھے
شہادت کا رتبہ ملے گا اور میں آج سلسلہ عالیہ مداریہ کی اجازت و خلافت
سے تجھے نواز رہا ہوں میں نے حضرت زندہ شاہ مدار سے دریافت کیا
حضرت یہ کیا معاملہ ہے کہ چھ مہینے کے بچے نے آپ کو سلام کیا آپ کے
خیریت کے سوال پر اس نے انکار کیا پھر جب آپ کے قدم بوس کرنا چاہا
تو منھ پھیر لیا اور رونا شروع کیا اب آپ نے گود میں لے کر چومنا شروع
کیا پھر اس وقت خود بخود چپ ہو گیا یہ سب کیا قصہ ہے حضرت زندہ شاہ
مدار نے آہستہ سے میرے کان میں کہا اس کو بچہ نہ سمجھ یہ مادر زاد ولی ہے
جب بالغ ہوگا کفر و شرک کا نشان مٹائے گا بتوں کے ناک ہاتھ پیر کان
کاٹ کر بت پرستوں کو جہنم میں داخل کرے گا پہلے جو سلام کیا تھا اس کا

سبب یہ تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس کو دیکھتے پہلے خود سلام کرتے
آپ کے اولاد کی بھی یہی عادت تھی سالار مسعود بھی اولاد علی سے ہیں لہٰذا ان کو
میراث دادا کی اس کم سنی میں ہی ملی ہے اور خیر و عافیت پوچھنے پر سر
ہلانے کا مطلب یہ تھا کہ اسلام کی خیریت اپنی خیریت پر مقدم ہے چاہتے
ہیں کہ جب کافروں کو مسلمان کریں اور جو شخص کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد
رسول اللہ نہ پڑھے اس کو تلوار سے موت کے گھاٹ اتاروں ہر ہر گاؤں
میں ہندوستان کے گوشے گوشے میں اسلام کا ڈنکا بجاؤں اور مسجدیں تعمیر
کراؤں اس وقت البتہ خیریت ہے ورنہ خیریت کہاں؟ اور رونے اور منھ
پھیرا لینے کا سبب یہ ہے کہ یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے جب انیس (19) سال کی
عمر ہو گی اس وقت شہید ہوگا شہدا کا درجہ اولیائے کرام سے بڑا ہے اس
کے چپ ہو جانے کا باعث یہ تھا کہ اس کے ہاتھ پیروں سے بہت نیک
کام انجام پائیں گے جب میں نے ان جگہوں کو چوما تو ایک قسم کی خنکی اور
مسرت اس کو محسوس ہوئی اے اسلم میں نے یہ باتیں جب حضرت زندہ شاہ
مدار سے سنیں اس وقت سے میں حضرت سید سالار مسعود غازی کی صورت
کا ہزار جان سے عاشق ہو گیا یہاں تک کہ شہادت کے وقت بھی ایک لمحہ جدا
نہیں ہوا ان کی مرضی اپنی خواہش پر مقدم رکھی جب حضرت سکندر دیوانہ نے
یہ واقعات بیان کئے چاروں آدمیوں نے جو علیحدہ علیحدہ کھڑے
تھے گواہی دی اور کہنے لگے کہ واقعات کا لطف دیکھنے سننے سے بالاتر
ہے یعنی جب حضرت سید سالار مسعود غازی شہید ہو گئے تو حضرت

سکندر دیوانہ نے آپ کا سر اپنے زانو پر رکھ لیا زمین پر نہیں
گرنے دیا کافر ہر طرف سے برابر نیزے اور تیر مارتے مگر حضرت سکندر
دیوانہ کسی طرح سر کو نہ چھوڑے آخر اپنا سر حضرت سید سالار مسعود غازی
کے سر پر رکھ اسی جگہ خود شہید ہو گئے پھر پانچوں آدمیوں نے جن سے
لئے کھانے آئے تھے سوال کیا کہ اے بزرگ جب ہم لوگ حضرت
سید سالار ساہو غازی کی ہمراہی میں مقبروں کی زیارت کر رہے
تھے تو بعضے مزار بالکل شق تھے بعضوں پر گھاس یا سبزی کا نشان تک
نہ تھا اور اس قدر تپتے تھے کہ چھونے کی ہمت نہ ہوئی بعض
بعض قبریں نہایت ٹھنڈی اور گنج شہیداں پر تازہ تازہ
گھاسیں تھیں تعجب یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر شخص نے
جانِ خدا کی راہ میں قربان کی تو ان کی قبروں کی حالت
یکساں کیوں نہیں انھوں نے جواب دیا کہ خیال تمھارا
بالکل صحیح ہے مگر اس کے سبب جدا ہیں یعنی بہت سے ایسے
شہید ہیں جو حضرت سید سالار مسعود غازی کے
شہید ہونے کے بعد شہید ہوئے ان کے دل میں حضرت

سید سالار مسعود غازی کی جدائی کی آگ جل رہی تھی آپ کی محبت
میں ان کے دل شق ہو گئے اس لئے ان کی قبریں بھی شق ہو گئیں کچھ لوگ ایسے
تھے کہ لڑائی کے ہنگاموں میں کافروں کے سرداروں تک پہنچنا چاہتے تھے مگر بیچ
ہی میں کافروں نے حملہ کر کے ان کو شہید کر ڈالا اور وہ اپنے ارادے میں کامیاب
نہ ہو سکے اس وجہ سے ان کو غصہ اور تڑپ دل میں پیدا ہو گئی اور ان کی قبروں
پر کوئی سبزی جم نہ سکی ایسے بھی لوگ تھے جو حضرت سید سالار مسعود غازی کی
نگہبانی کرتے ہوئے شہید ہو گئے ان کے دل میں حضرت سید سالار مسعود غازی کے
تنہا ہونے کا غم تھا اس وجہ سے ان کی قبر پر بھی سبزی نہیں لیکن گنج شہیداں کے
اوپر ترو تازگی کا سبب ہے وہ یہ ہے کہ جب کفار حضرت سید سالار مسعود غازی
کے لشکر کے مویشیوں کو غارت کرنے لگے تو چرواہوں اور محافظوں نے غل مچایا کہ
دینداروں کے مویشیاں لئے جا رہے ہیں ابھی دور بھی نہ گئے ہوں گے اگر کوشش
کی جائے تو واپس مل سکتے ہیں حضرت سید سالار مسعود غازی خود چند دلاوروں
کو لے کر ان پر دوڑ پڑے اور بجلی کی طرح آناً فاناً ان کے سروں پر پہنچ گئے جنگ
شروع ہو گئی جن کے سر پر تلواریں پڑیں وہ گیند کی طرح لڑھکتے زمین پر آ رہے
جن کے بازوؤں پر پڑیں ان کو آڑا تراش دیا اگر کمر پر پڑیں دو کر دیا غرضیکہ کافروں
کے تین حصے وہیں صفایا ہو گئے حضرت سید سالار مسعود غازی کے لشکر کا ایک
حصہ بھی سوائے ہمارے اور سکندر دیوانہ کے سب شہید ہو گئے حضرت سید
سالار مسعود غازی نے ان شہیدوں کو خود اپنے دست مبارک سے دفن کیا
یاروں کو اس سے بڑی خوشی ہوئی اسی سے گنج شہیداں پر ترو تازگی کے آثار ظاہر ہیں۔

یہ سب باتیں سن کر ہمارے ساتھیوں کو اطمینان ہوا اس درمیان کھانے سے فراغت
ہو چکی تھی حضرت سید سالار مسعود غازی کے حالات مفصل معلوم ہو چکے تھے مگر
ہمارے ساتھیوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم لوگ وطن جانا نہیں چاہتے شوق یہی
ہے کہ انہیں مزاروں پر اپنی زندگی کے دن کاٹ دیں اس پر ان شہیدوں نے کہا کہ
تم لوگوں کے واسطے حضرت سید سالار مسعود غازی کا حکم یہ ہے کہ تم لوگ علیحدہ
علیحدہ ایک ایک ولایت میں جا کر سکونت اختیار کرو اور وہاں ایک ایک عورت
سے شادی کر لو اور خدمت اسلام میں مصروف ہو جاؤ خدا کے حکم سے تمہاری
اولاد بہت ہوگی تم لوگ وہاں جا کر ہمارے کارنامے اور ہمارے نام کو خوب پھیلاؤ
کیوں کہ اب تک کوئی مسلمان یہاں کا ہم لوگوں کو فاتحہ درود سے یاد نہیں کرتا ان
سب لوگوں پر ظاہر کر دو کہ آئندہ سے ہر خاص و عام ہمارا فاتحہ دیا کریں اور تمہارا
ادب و احترام کرتے رہیں ہمارا جو معتقد تمہارا احترام نہ کرے گا اور تمہارے احکام
کے خلاف کرے گا اس کی سزا اس کو ملے گی کیوں کہ الامر فوق الادب
اگلے بزرگوں کا قول ہے ہمارے پانچوں ساتھیوں نے یہ باتیں منظور کیں اور یہ
کہا کہ تم لوگوں کو حضرت سید سالار مسعود غازی کے حکم کی اطاعت دل و جان سے
منظور ہے پھر ان پانچوں آدمیوں کے لئے ہندوستان کے پانچ مقام مقرر
کئے گئے یعنی حضرت سیدنا اسلم غازی کو علاقہ اودھ میں منرہر پور کے
قریب سنہوی علی پور (جو اس وقت گلراں شریف جلالپور کے نام سے مشہور
و معروف ہے) حضرت سیدنا اکرم غازی کو مرشد آباد حضرت سیدنا صوفی
غازی کو پونا حضرت سیدنا محامد غازی کو کوڑا اور حضرت سیدنا ملک غوث غازی

کو لاہور عطا ہوئے مقامات مقرر ہو جانے کے بعد ان شہیدوں نے ہمارے پانچوں
ساتھیوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے بچو! ایک دوسرے کی جدائی سے ہرگز
اندیشہ نہ کرو بلکہ ہمیشہ خوشدل رہو مگر اتنا کرو ہر سال حضرت سید سالار
مسعود غازی کی زیارت کیلئے ضرور آیا کرو اور اپنی اولاد کو بھی ساتھ لایا
کرو اس طرح خدا ایک وسیلہ ملاقات کا پیدا کر دے گا اور اگر تمہاری
اولاد اس پر عمل کرتی رہے گی تو قیامت تک اولاد کی کثرت برابر جاری رہے
گی اگر ہر سال نہ آسکیں تو دوسرے سال ضرور آیا کریں اور دوسرے لوگوں
کو یہاں حاضر ہونے کی ترغیب دیتے رہیں کیوں کہ اس میں دین و دنیا کا
فائدہ ہے ان پانچوں ساتھیوں نے عرض کیا کہ ہم لوگ اپنے وطن سے یہاں
دور دراز ملک میں ساتھ ساتھ آئے ساتھ ساتھ رہے اب ہم لوگوں کو حکم ہوتا ہے
کہ الگ الگ جا کر قیام کرو کچھ دیر کے بعد پھر وصیت کی کہ ہمیشہ پاک و صاف
رہنا اور حضرت سید سالار مسعود غازی کی مدح سرائی کرتے رہنا تمہاری اولاد
میں سے جو اس پر عمل کرے گا اس کا مرتبہ صدیقوں کے برابر ہوگا پھر ہر ایک
کو خدا کے سپرد کر کے غائب ہو گئے میں یہ ماجرا دیکھ کر بہت متعجب ہوا میں
کھانا بھی کھا چکا تھا جب یہ شہید غائب ہو گئے میں ان پانچوں ساتھیوں
کے پاس پہنچا ہر ایک کے قدموں پر گرا اپنے دیوانہ ہو جانے کا کل حال ان
سے بیان کیا اور جو کچھ دیکھا تھا حرف بحرف بیان کیا اس طرح جو حصہ رات
کا باقی تھا اس کو بات چیت میں کاٹا جب صبح ہوئی وہ لوگ رخصت ہو گئے
میں نے ایک سال تک بہرائچ میں قیام کا عہد کیا اور یہ ارادہ کیا جو کچھ حالات

دیکھوں گا انہیں روز روز لکھوں گا مجھے بہرائچ شریف میں سال بھر گذر گیا اور دوسرے بیساکھ کے آخری ایام میں میں نے دیکھا کہ وہ پانچوں آدمی مع اپنی اپنی عورتوں اور بچوں کے بہت سے معتقدین کی ہمراہی میں سب حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے آئے انہیں دیکھ کر میرا جی بہت خوش ہوا میں نے الحمد للہ علی احسانہٖ کہا کہ مدت کے بعد ملاقات ہوئی وہ لوگ بھی میرے ملنے سے بہت خوش ہوئے میں نے ان سے پوچھا کہ اے دوستو ذرا اپنے حالات بیان کرو مجھے سننے کا بہت اشتیاق ہے ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ سے رخصت ہو کر سب ساتھ اجمیر شریف پہنچے اور حضرت معین الدین حسن چشتی کے قدمبوس ہوئے وہ ہم لوگوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کچھ تبرکات دے کر فرمایا کہ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے ہی مجھ کو بتلا دیا ہے کہ میرے لڑکے راستے میں آرہے ہیں ان کو بزرگوں کے تبرکات دے کر رخصت کرنا پھر ہم لوگ اجمیر سے اپنے اپنے موصولہ ولایت کو روانہ ہو گئے اس وقت سے ایک دوسرے کا حال کسی کو نہ معلوم ہوا مگر ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے آج کے دن اتفاق سے ہم سب لوگ پھر مل گئے، ابھی آپس میں بات چیت ہو رہی تھی کہ آپ سے بھی ملاقات ہو گئی اس مجمل واقعہ کو سننے کے بعد مجھے شوق ہوا کہ تفصیل کے ساتھ ہر ایک کا واقعہ سنوں گا تاکہ مجھے اطمینان ہو میرے اصرار پر ان لوگوں نے اپنا اپنا حال علیحدہ علیحدہ حسب ذیل بیان کرنا شروع کیا۔

حکایت اوّل

حضرت سیدنا اسلم غازی نے بیان کیا کہ جب میں اجمیر سے سرہر پور پہنچا تو وہاں اسلام کا بول بالا ہو چکا تھا حضرت سید سالار مسعود غازی رحمتہ اللہ علیہ نے بھروں کے راجہ سوہن دل کو شکست کر کے اپنی فتح و نصرت کا پرچم لہرا چکے تھے ایک مسجد میں جو شیخ کبیر کی حویلی کے قریب تھی قیام کیا انہوں نے مجھے دیکھ کر میری بڑی خدمت کرنا شروع کی ان کی ایک لڑکی تھی جس کی عمر پچیس سال تھی وہ ہمیشہ روزہ نماز اور درود وظائف میں مشغول رہتی اس کا ارادہ شادی کا نہیں تھا ایک دن اس نے خود بخود اپنے باپ سے کہا کہ یہ نیک مرد جو مسجد میں رہتا ہے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیجئے باپ نے کہا بیٹی یہ کیا بات ہے میں نے پہلے بارہا شادی کا قصد کیا مگر تم نے کچھ خیال نہ کیا آج کیا سبب ہے کہ تم نے خود مجھ سے یہ سوال کیا لڑکی نے کہا کیا عرض کروں کل ہی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جوان برقع پوش میرے سرہانے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میرا نام سید سالار مسعود غازی ہے میرا فرزند اس مسجد میں پڑا ہوا ہے چونکہ تم نیک بی بی ہو لہٰذا میری خواہش ہے کہ تمہارا شوہر بھی نیک ہو میں یہ دیکھ کر جاگ اٹھی اور اس وجہ سے میں نے آپ سے کہنے کی جرأت کی اس کا

باپ اسی وقت میرے پاس آیا اور اپنے گھر لے گیا اور نیک ساعت میں میرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا چند روز کے بعد اسے حمل قرار پایا پانچ مہینے کے بعد ایک رات میں میں نے اپنے دادا حضرت سیدنا سکندر دیوانہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اے لڑکے خوش ہو خداوند کریم نے تجھے ایک لڑکا عنایت فرمایا خوبصورت اور نیک سیرت اس کا نام مبارک غازی رکھنا وہ علوم و فنون میں فائق ہوگا قادر الکلام شیریں بیان خطیب و مقرر ہو کر زمانے میں کمال حاصل کرے گا زمانے میں یکتا ہوگا جب میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام میں مبارک غازی رکھا۔ علاقہ اودھ میں نگر ہر پور کے پاس مقام رودولی ہے وہاں دو بھائی سید کمال الدین اور سید جمال الدین کے ایک لڑکی چودہ سال کی نہایت حسین تھی بی بی زہرا نام تھا یوں تو بے عیب ذاتِ خدا ہے اس لڑکی کی آنکھیں نہ تھیں جب ہماری شہرت رفتہ رفتہ وہاں پہنچی تو اس نے بھی میرے توسل سے حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب کیا کہ شہنشاہ جہانگیر آپ کی کرامتیں بہت سی مشہور و معروف ہیں مری آنکھوں کو کھول دیجئے ایک چلہ گذر گیا اور کہا کہ اے سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ آج میرا چلہ آخر ہوتا ہے آپ کی کرامتیں سن کر میں نے اپنا اعتقاد ٹھیک کیا ہے اگر آپ خدا کی راہ میں شہید ہوئے ہیں تو میری آنکھیں سیدنا اسلم غازی کے صدقہ و طفیل میں روشن کر دیجئے اتنے میں آواز آئی کہ اے زہرا اوپر دیکھ اس نے اوپر سر اٹھایا تو اسے روشنی معلوم ہوئی سمجھی کہ آفتاب کی روشنی ہے مگر جب ذرا غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ چہرۂ زیبا مثل آفتاب کے روشن ہے زہرہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اور زہرہ جان و دل سے اس پاکیزہ صورت پر عاشق ہو گئی آواز آئی کہ میں سید سالار مسعود غازی

ہوں زہرہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ آپ نے مدت العمر کسی عورت کے چہرے پر نظر نہیں ڈالی اور نہ آپ کے چہرۂ زیبا کی زیارت کسی عورت کو نصیب ہوئی حضرت سید سالار مسعود غازی نے فرمایا یہ صحیح ہے زہرہ نے پوچھا پھر آپ نے میرے چہرے پر کیوں نظر ڈالی آپ نے فرمایا کہ اس وجہ سے کہ تو نے بھی آج تک کسی مرد کی صورت نہیں دیکھی تھی اس لئے میں تیرے سامنے بے نقاب ہو گیا اور تیرا چہرہ دیکھ لیا زہرہ نے کہا اب آپ دعا کیجئے کہ میری آنکھیں پہلے جیسے بند ہو جائیں حضرت سید سالار مسعود غازی نے پوچھا کیوں تم کو تو آنکھوں کی آرزو مدت سے تھی جب آنکھیں کھل گئیں تو پھر رنجیدہ ہونے کا کیا باعث زہرہ نے عرض کیا کہ جب آنکھیں کھلنے پر آپ کے چہرۂ مبارک کی زیارت کی تو اب دوسرے کی صورت دیکھنا گوارا نہیں آرزو یہ ہے کہ اب جلد تر آپ کی لونڈیوں کے زمرے میں مشہور ہو جاؤں حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر کہا کہ تجھے دائمی شادی کی خواہش ہے اور یہ کہہ کر غائب ہو گئے زہرہ کی آنکھیں بدستور بند ہو گئیں حضرت سید جمال الدین کا ارادہ اسی سال شادی کرنے کا تھا کچھ سامان وغیرہ بھی خرید چکے تھے جب لڑکی کی محبت کا حال حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سُنا سمجھ گئے کہ اب اس کے انتقال کا وقت قریب ہے شادی وغیرہ کا ارادہ ترک کر دیا اور اس کو مع مال و اسباب کے بہرائچ شریف بھیج دیا زہرہ اپنے باپ کی مزاج شناسی سے بہت خوش ہوئی اور اپنی روانگی کے وقت مجھے بھی زہرہ وسیلہ سرکار غازی

بنا کر بہرائچ شریف لے آئی یہ مال و اسباب بھیڑ بھاڑ جو آپ دیکھ رہے ہیں حضرت سید کمال الدین کے ساتھ والے ہیں بہرائچ شریف پہونچ کر زہرہ نے تمام شادی حضرت سید سالار مسعود غازی کے نام پر نثار کر دیا اور خود روضۂ مبارک کی تعمیر میں مصروف ہو گئیں الحمد للہ کہ یہ مرتبے اور اعلیٰ درجے بی بی زہرہ کی قسمت میں تھے۔

حکایت دوم

حضرت سیدنا اسلم غازی کے بعد حضرت سیدنا اکرم غازی نے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا اے دوست جب میں اجمیر شریف سے روانہ ہو کر مرشد آباد پہنچا تو محلہ سیاہ میں ٹھہرا یہاں ایک شخص محمد صادق گھوڑوں کی تجارت کرتے تھے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ان کے تھی لڑکا کچھ گھوڑے وغیرہ لے کر کامروپ کی جانب گیا تھا وہاں ایک جادوگرنی نے جادو کر دیا تھا لڑکی کو بھی آسیبی خلل تھا اتفاقاً ایک دن میرا گذر ادھر ہوا جب مجھے یہ حال معلوم ہوا تو میں اس کے گھر گیا لڑکی اس وقت مجھے دیکھتے ہی جلی جلی پکارنے لگی اس کے ماں باپ نے دریافت کیا کہ یہ کیا بھید تھا لڑکی نے جواب دیا کہ بحر اسی اور بے ہوشی میں جو باتیں ہوئی ہوں میں نہیں جانتی مگر مجھے جب ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت چندے آفتاب و ماہتاب اس کی آنکھوں سے ایسے شعلے نکل رہے تھے جو کہ آسمان تک پہونچ رہے تھے اس بڑا دیو جس کے تیرہ ہاتھ ہیں پڑا جل رہا ہے وہ جوان میری طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا اے شاہدہ خوش ہو میں نے تیرے دشمن کو جلا دیا اب عنقریب تیرے بھائی کو بھی یہاں پہنچا دیتا ہوں مگر جو شخص

تمہارے گھر آیا ہوا ہے اس کی اچھی طرح خدمت کیا کرو اور کسی نیک
ساعت میں اسکے ساتھ نکاح کرے اس لڑکی کے ماں باپ یہ خوشخبری
سُن کر بہت خوش ہوئے کہنے لگے کہ جب ہمارا لڑکا آجائے گا
تو ہم اس حکم کی تعمیل بھی کریں گے دوسرے روز عصر کے وقت انکا
لڑکا صحیح سلامت اپنے مکان پر پہونچ گیا اور اپنے والدین کے قدموں
پر گر پڑا سب حال شروع سے بیان کیا کہ میں وہاں جاکر ایک عجیب
مخمصے میں پھنس گیا تھا ایک جادوگرنی جس کا نام سادیہ تھا تمام
دن مجھ کو مینڈھا بنائے رکھتی اور رات کو میری صورت آدمی کی
طرح کردیتی آج ایک نوجوان نقاب پوش گھوڑے پر سوار
نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے اس مکارہ کے دروازے پر پہنچا اور آواز
دی وہ عورت فوراً باہر گئی اور اس جوان کو اندر لائی بہت خاطر ومدارات
کی اس کے بعد سامنے بیٹھ کر ناز وکرشمہ کرنا شروع کیا مگر اس جوان
نے اس کے ناپاک چہرے کی طرف توجہ نہ کی وہ بار بار میری طرف دیکھتا
مسکراتا آخر کار وہ مکارہ جس کو اپنی صورت وشکل پر بہت غرور تھا
کہنے لگی کیا میں ایسی بدصورت ہوں کہ تم میری طرف توجہ نہیں کرتے
مجھ کو اپنی جوانی پر گھمنڈ ہے یہ نہیں جانتے کہ یہ کامروپ کا ملک ہے
جو مسافر یہاں آگیا اور کسی کے گھر میں پہونچ گیا اس کی رہائی مشکل
ہوجاتی ہے خیر اگر تم متوجہ نہیں ہوتے نہ سہی مگر میرے مکر سے بھاگ
کر کہاں جاؤگے جوان نے کہا نیک بخت یہ بات نہیں ہے نہ تم بدصورت

ہو بلکہ مجھے اس وقت ایسی سخت بھوک لگی ہے کہ آفتاب بھی
میرے سامنے سیاہ معلوم ہوتا ہے اور باتوں کا کیا ذکر ہے عورت
نے پوچھا کیا کھاؤ گے جوان نے کہا سیخ کے کباب اگر جلد تیار
ہوسکے تو کیا کہنا عورت فوراً باہر دوڑی ہوئی گئی اور وہاں سے سوگندھا
جوگی کو جو اس کا جادو میں استاد تھا ساتھ لائی رسّی میرے گلے سے
کھول ڈالی اور چاقو سے اسی ناپاک جوگی کے ہاتھ میں دے کر کہنے لگی
کہ مینڈھا بڈھا ہوگیا اب میں دوسرا مینڈھا پالوں گی وہ ملعون
اس کے راز سے واقف تھا مگر خاموش رہا مجھے وہ دونوں حلال کر
ذبح کرنا چاہتے تھے کہ اتنے میں جوان نے نیزے سے ایسا ہاتھ مارا
کہ دونوں کا کام تمام ہوگیا مجھے آدمی کی صورت بنا کر پلک جھپکتے
کامروپ سے یہاں پہنچا گیا میں نے ہرچند اس سے آرزو منت کی کہ
غریب خانے پر چل کر ہم لوگوں کو عزت بخشئے مگر جوان نے کہا کہ میں
تمہارے گھر ہوکر کامروپ گیا تھا اور اپنے دوست کے ایک لڑکے
کو تمہارے یہاں چھوڑ آیا ہوں میں اب رخصت ہوتا ہوں تم لوگ اس
کی خدمت کیا کرو اور اپنی بہن سے اس کی شادی کردو یہ کہہ کر وہ
جوان رخصت ہوگیا اب آپ لوگ بتلائیے کہ جوان اس مکان میں
واقعی آیا ہے یا نہیں اور اس کے دوست کا یہاں کوئی لڑکا ہے مجھے اس
جوان کا نام نہیں معلوم تمہیں اگر معلوم ہو تو جلد بتاؤ اس کے باپ نے
کہا کہ وہ جوان حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ تھے ان کے

دوست کے لڑکے سے چل کر ملاقات کرو وہ یہاں موجود ہیں چنانچہ اس لڑکے کے باپ اسے میرے پاس لے کر آئے اور اپنی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ ایک نیک ساعت میں کر دیا خدا کے فضل وکرم سے اسی رات حمل رہا پانچ مہینے کے بعد میں نے خواب میں اپنے دادا سیدنا سیف الدین غازی کو دیکھا کہ فرماتے ہیں اے لڑکے خوش ہو خدا تعالیٰ عنقریب تجھے ایک لڑکا دے گا اس کا نام عاشق غازی رکھنا وہ اللہ اور رسول کا بہت بڑا عاشق ہوگا اور حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام ہر وقت اس کی زبان پر ہوگا جو کچھ زبان سے کہے گا فوراً پورا ہوگا چنانچہ نو ماہ کے بعد لڑکا ہوا میں نے عاشق غازی نام رکھا جب اس طرف آنے کا قصد ہوا میرے سب عزیز و اقربا ساتھ ہوئے اور یہ جماعت سب انھیں کی ہے۔

حکایت سوم

حضرت سید ناصوفی غازی نے اپنا حال یوں بیان کیا کہ جب میں اجمیر شریف سے روانہ ہو کر پونا پہنچا تو وہاں کے راجہ مہابیر سے ملاقات ہوئی میں نے کہا کہ میں یہاں حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آیا ہوں تھوڑی زمین ملے تو اس پر مکان بنواؤں راجہ نے جب حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا نام سنا سخت وسست کہنے لگا اور قریب تھا کہ میرے قتل کا حکم دیدے کہ اتنے میں اس کی زبان پیاس کے مارے باہر لٹک آئی اوپر کا ہونٹ نیچے ٹھڈی کے نیچے لٹک آیا پھر یکبارگی وہ راجہ میری طرف دوڑتا ہوا آیا اور میرے پاؤں پر گر کر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا واسطہ دینے لگا میں نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا ایک جوان میرے سامنے کھڑا ہوا ہے اپنے ہاتھ سے میری زبان کھینچ لی اور ہونٹوں کو اوپر نیچے کھینچ دیا وہ کہتا ہے کہ میرا نام علاؤ الدین شہسوار ہے صوفی میرا لڑکا ہے ابھی دوڑ کر اس کا قدم چوم اور معافی مانگ اور آئندہ اچھی طرح یاد رکھنا ورنہ مار کے سر کا گودا ناک کے راستے سے نکال دوں گا اور جو لوگ وہاں تھے انہیں سے کسی نے اس جوان کو نہیں دیکھا اب میرے بچنے

کی کوئی صورت نہیں سوائے اس کے کہ آپ سفارش کریں راجہ جب اپنا حال کہہ چکا سب لوگ یہ سن کر تھرانے لگے حاضرین میں سے شیخ تاج الدین نامی شخص نے بہت منت سماجت کی کہ راجہ کو اپنی گستاخی کا نتیجہ مل گیا اب وہ پناہ مانگتا ہے آپ بخش دیجئے اور معاف فرمایئے میں نے بہت ہی عاجزی کے ساتھ کہنا شروع کیا کہ اے دادا اب معاف کیجئے وہ راجہ اپنی اصلی صورت پر آگیا اور تب سے وہ باپ سے زیادہ مجھے مانتا ہے شیخ تاج الدین کی ایک لڑکی سلمہ نام کی گونگی تھی اور شیخ کے مکان پر الہ آباد میں رہتی تھی ان کے اکثر دوستوں نے انکو صلاح دی کہ اس لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کردیں شاید حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے وہ گویا ہوجائے انہوں نے نکاح کے بارے میں مجھ سے پوچھا میں راضی ہوگیا لڑکی کو بلوا کر انہوں نے میرا نکاح اس کے ساتھ کردیا ایک ہفتے کے بعد وہ اچھی خاصی بولنے لگی ایک مہینے کے بعد حمل قرار پاگیا اور مدت مقررہ کے بعد لڑکا ہوا اسی رات میں دادا کو خواب میں دیکھا کہتے ہیں اے لڑکے خوش ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے ایسا لڑکا دیا جب یہ جوان ہوگا تو شعر و شاعری میں کمال حاصل کریگا اس کا نام خورشد رکھنا میں نے یہی کیا جب میں نے ارادہ کیا تو میری بیوی اور اس کے عزیز و اقارب بھی میرے ساتھ ہوگئے راجہ بھی چند خاصے کے سوار لیکر حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے آیا ہے اور یہ ساری جماعت انہیں لوگوں کی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں،

حکایت چہارم

حضرت سیدنا صوفی غازی کے بعد سیدنا محامد غازی نے اپنا حال بیان کرنا شروع کیا کہ میں اجمیر شریف سے جب کوڑا پہنچا تو وہاں کے قلعہ دار جنگ بہادر خاں کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی مجھ سے ملاقات ہوگئی دوستی زیادہ بڑھی میں اس سے حضرت سید سالار مسعود غازی کے کمالات روزبروز بیان کرتا ایک روز ایسا ہی حال بیان کر رہا تھا اور قلعہ دار سنتا جا رہا تھا آخر میں اس نے کہا کہ اگر حضرت کی برکت سے میرے کوئی اولاد ہوجائے تو میرا اور میری بیوی اور کل مصاحبوں کا اعتقاد درست ہوجائے اور ہم سب لوگ زیارت کے لئے بہرائچ شریف ضرور حاضر ہوں گے خدا کی شان اسی رات اس کی بیوی حاملہ ہوگئی دو تین ماہ بعد حمل کے آثار ظاہر ہونے لگے یہ خبر قرب و جوار کے دیہاتوں میں مشہور ہوگئی وہ سب بھی معتقد ہوگئے اور میرے پاس آنے جانے لگے قلعہ دار کے عزیزوں میں ایک شخص جمال الدین کی ایک لڑکی مستورہ نام اور عرصے سے لقوے اور فالج میں مبتلا رہتی تھی قلعہ دار نے اسے سمجھایا کہ یہ جوان نہایت نیک حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں کی اولاد میں سے ہے شاید اس کے ساتھ رہنے سے یہ عارضہ دفع ہوجائے قلعہ دار کی یہ بات اسے پسند آگئی اور ایک نیک ساعت میں اس لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیا چند دنوں میں خدا کے فضل و کرم سے کل شکایتیں اس لڑکی سے دور ہوگئیں

دو تین ماہ کے بعد وہ حاملہ ہوئی اور نو ماہ گذرنے پر اس کے لڑکا ہوا سب لوگ سن کر متعجب ہوئے اور اس کو حضرت سید سالار مسعود غازی کی کرامت و برکت خیال کرنے لگے میری بیوی عزیز و اقارب بہت خوش ہوئے چھٹی کے دن میں نے اپنے دادا حضرت سیدنا شرف الدین عاقل غازی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ لڑکا نہایت عقلمند ہوگا اس کا نام کامل غازی رکھنا میں نے اس کا نام کامل غازی رکھا اور قلعہ دار نے اپنے لڑکے کا نام پیر بخش رکھا جب میں نے ادھر آنے کا قصد کیا قلعہ دار بھی اپنی بیوی بچے سمیت اور بہت سے قرب و جوار کے آدمی ہمراہ لے کر ساتھ ہولیا اور یہ سب وہی جم غفیر ہے۔

حکایت پنجم

حضرت سیدنا حامد غازی کے بعد حضرت سیدنا ملک غوث غازی نے اپنا حال یوں بیان کیا کہ اجمیر سے میں لاہور پہنچا وہاں کے قلعہ دار شجاعت خاں کو حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے سے آگاہ کر دیا تھا میرے دوست کا لڑکا اس شکل و صورت کا تمہارے شہر میں آتا ہے تم بہت عزت و اکرام سے پیشوائی کر کے قلعے میں اتارو اور اس احسان کے عوض میں تمہارا ہمیشہ مددگار رہوں گا میں جب شہر کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ قلعہ دار بہت سے لوگوں کے ساتھ شہر کے باہر میرے استقبال کے لئے کھڑا ہے مجھ کو دیکھ کر میرا نام پوچھا میں نے کہا میرا نام ملک غوث ہے قلعہ دار فوراً گھوڑے سے اتر پڑا مجھ سے بغلگیر ہوا اور اپنی پالکی پر سوار کر کے قلعے میں لے گیا اور ہمیشہ میری حفاظت اور خدمت کرتا رہا اتفاقاً انہیں دنوں میں اسکو افغانوں کے ساتھ لڑائی پیش آگئی اور لڑائی میں افغان غالب آئے قریب تھا کہ قلعہ دار اور اسکے آدمی بھاگ کھڑے ہوں کہ ایک طرف سے سبز پوش سواروں کی فوج داہنے ہاتھ میں نیزہ اور بائیں ہاتھ میں اپنا اپنا سر لئے لگام گھوڑوں کی کمر سے لپیٹے پیروں سے گھوڑوں کی مہمیز کرتے دوڑاتے ہوئے دکھائی دیئے سب سے پہلے میری نظر ان پر پڑی میں نے قلعہ دار بھی اپنی فوج کے ساتھ یہ تماشہ دیکھنے لگا۔

سبز پوش سواروں کی فوج افغانوں کی فوج میں گھس پڑی اور ہر ایک کو قتل

کرنے لگی افغان بھاگ کھڑے ہوئے قلعہ دار کی فتح ہوئی اور سبز پوش فوج غائب ہو گئی قلعہ دار خوشی کے شادیانے بجاتا قلعے میں واپس آیا اس کی ایک بہن تھی اس کا نام جمیلہ تھا اسی رات کو اس نے اس کا نکاح میرے ساتھ کر دیا خدا کے فضل و کرم سے جب اس کو حمل رہا اور پانچ مہینے گذر گئے تو ایک دن اپنے دادا حضرت سید نا ملک حیدر غازی کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ اے لڑکے خوش ہو اللہ تعالیٰ نے تجھے نہایت خوبصورت اور نیک سیرت لڑکا عطا کیا اس کا نام مظفر رکھنا میں نے اس حکم کی تعمیل کی جب میں ادھر آنے لگا قلعہ دار بھی اپنے بیوی بچے سمیت اور مصاحبوں کو ہمراہ لیکر یہاں آیا ہے اور یہ مجمع سب اسی کے ساتھ والوں کا ہے مؤلف کتاب کہتا ہے کہ اس لحاظ سے جو واقعات اوپر تحریر کئے گئے ہیں غازیہ خاندان کے افراد صرف انہیں پانچ بزرگوں کی اولاد میں سے ہیں جن کا تذکرہ اس رسالے میں اوپر ہوا ہے اور ہر ایک انہیں سے حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین ہے اور اس خاندان عالی جاہ کے لوگ آج بھی گلراں شریف، پونا، کوڑا، مرشد آباد لاہور میں سکونت پذیر ہیں مرزا پاک کے جملہ نذر و نیاز پانے کے حق دار ہیں سلسلۂ عالیہ غازیہ مسعودیہ میں بیعت کرتے ہیں نیز سلسلے کی اشاعت و تبلیغ دین متین کیلئے ممالک و بیرون ملک کا سفر بھی کرتے ہیں میری تحقیقات میں ان کی آمد و رفت مریدین و متوسلین کے گھروں پر درست ہے علاوہ ان پانچ خاندان کے کوئی دوسرا خاندان غازیہ مسعودیہ نہیں ہے انہیں خاندان کے افراد حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے اصلی خادم ہیں۔

ختم شد ۱۷ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ